درس فقہ

شیخ ثناء اللہ عبدالرحیم صاحب
فاضل مدینہ یونیورسٹی

موزوں پر مسح کا حکم

موزوں پر مسح کرنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اسی پر تمام محدثین و فقہاء کا عمل بدستور چلا آرہا ہے۔ اس کی مخالفت صرف خوارج و شیعہ نے کی ہے۔

امام ابن المنذر نے اس مسئلہ پر آئمہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ امام زیلعی نے موزوں پر مسح کے جواز کے لئے بتیس احادیث پیش کی ہیں۔ جن میں سے اکثر احادیث صحیح ہیں (نصب الرایہ:162/1)

امام ابن المنذر نے دعوائے اجماع کے ثبوت میں امام ابن المبارک کا یہ قول ذکر فرمایا ہے "تمام صحابہ کرام میں موزوں پر مسح کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں تھا اور جن چند صحابہ سے عدم جواز کا تذکرہ آیا ہے ان کا رجوع کرنا بھی ثابت ہوا ہے۔" (فتح الباری:15/1 نیل الاوطار:222/2)

حافظ ابن حجر امام ابن عبدالبر کا قول ذکر کرتے ہیں "روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المسح علی الخفین نحواربعین من الصحابة۔" قریبًا چالیس صحابہ کرام نے موزوں پر مسح کی احادیث روایت کی ہیں۔ (فتح الباری 305/1)

امام نووی فرماتے ہیں کہ موزوں پر مسح کے بارے میں اتنی کثیر روایات صحابہ کرام نے کی ہیں جن کا گن لینا مشکل ہے (شرح نووی 156/1' المجموع 476/1)

امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں "اس مسئلہ میں چالیس احادیث مرفوعہ ہیں اس لئے موزوں پر مسح کرنا نہ صرف سنت ہے بلکہ افضل ہے کیونکہ اس میں بدعتیوں کی مخالفت ہوتی ہے۔ (المغنی 281/1' المجموع 478/1)

احادیث نبویہ سے موزوں پر مسح کے ثبوت میں دلائل:

1- عن جریر قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بال ثم توضاو مسح

علی خفیه (بخاری 292/1' مسلم 156/1'ابو عوانہ 254/1' النسائی 31/1' ترمذی 155/1' ابن ماجہ 193/1 مسند احمد 258/4) حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیشاب کرنے کے بعد آپؐ نے وضو کیا اور اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا۔ بخاری میں اس طرح آیا ہے "قال ابراهيم فكان يعجبهم هذا الحديث لان جريراً كان من آخر من اسلم و فی رواية مسلم: "لان اسلام جرير كان بعد نزول المائدة" یعنی صحابہ کرام کو یہ حدیث بہت پسند تھی کیونکہ جریر سورۃ المائدۃ کے نزول کے بعد مسلمان ہوا۔ سورۃ المائدۃ میں پاؤں کو دھونے کا حکم ہوا تھا جبکہ حدیث جریر نے اس عمومی حکم سے خاص کرکے موزوں پر مسح جائز قرار دیا اور اس میں نسخ کا اندیشہ بھی ختم کردیا۔

2۔ "عن المغيرة بن شعبة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه خرج لحاجته فاتبعه المغيرة باداوة فيها ماء فصب عليه حين فرغ من حاجته فتوضا و مسح على الخفين" (بخاری 307/1) حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لئے نکلے تو میں ایک پانی کا برتن لے کر آپ کے پیچھے گیا جب آپؐ قضاء حاجت سے فارغ ہوئے تو میں نے پانی ڈالا اور آپؐ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح فرمایا۔

3۔ عن جعفر بن عمرو بن امية الضمرى ان اباه اخبره انه راى النبى صلى الله عليه وسلم يمسح على الخفين۔ حضرت جعفر بن عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا (بخاری 308/1)

ان احادیث صحیحہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ انسان اگر موزہ پہنا ہوا ہو تو موزوں پر مسح کرسکتا ہے۔ اور یہی جمہور علماء کا مسلک ہے۔

شیعہ خوارج داؤد ظاہری اور امام مالک سے ایک روایت ہے کہ موزوں پر مسح جائز نہیں لیکن امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ موزوں پر مسح جائز ہے۔ (المجموع: 476/1)

منع کرنے والوں کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ قوله تعالىٰ: "يايها الذين آمنوا اذا قمتم الى الصلاة فاغسلوا وجوهكم

وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین" (المائدۃ آیت نمبر5)

2۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس سے فرمایا "توضا واغسل رجلك" اے انس تو وضوء کر اور پاؤں دھو لے۔

3۔ حضرت عائشہ اور ابن عباس و ابوھریرہ رضی اللہ عنہم سے اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

4۔ امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی کتاب (المصنف 125/1) میں ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے "قال ابن عباس سبق الکتاب المسح علی الخفین" یعنی مسح الخفین پر قرآن کا حکم مقدم ہے۔

5۔ عن عائشه انها قالت لان اقطع رجلی بالموسی احب الی من ان امسح علی الخفین (المصنف:124/1) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اپنے پاؤں کو استرے سے کاٹ لینا موزوں پر مسح کرنے سے اچھا سمجھتی ہوں۔

6۔ موزوں پر مسح کے متعلق ساری حدیثیں سورۃ المائدہ کی آیت وضوء سے منسوخ ہیں۔

دونوں مذاہب کے ادلہ کا مناقشہ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب موزوں پر مسح کرنا اظہر من الشمس ثابت ہے تو آیئے کہ ان ادلہ پر رد و مناقشہ کریں جن سے عدم جواز کا استدلال لیا گیا ہے۔

1۔ فریق ثانی کا آیت وضوء سے عدم جواز کا استدلال لینا درست نہیں ہے' چونکہ آیت وضوء (جس میں پاؤں دھونے کو کہا گیا ہے) کا حکم مطلق ہے اور موزوں پر مسح کی احادیث مقید ہیں' لہٰذا مطلق حکم کو مقید پر محمول کرنا لازم ہے یا آیت وضوء کا حکم بغیر موزہ یا جراب کی حالت میں ہے اور مسح کا حکم بحالت موزہ یا جراب ہے۔

2۔ "توضاء واغسل رجلك" اس میں بھی کوئی ایسا قرینہ یا دلیل موجود نہیں کہ موزوں پر مسح جائز نہیں اور یہ اس وقت ہوگا کہ جب پاؤں میں موزہ یا جراب نہ ہو نیز مسح والی حدیث خاص ہے اور یہ عام ہے۔

3۔ ان کا یہ کہنا کہ مسح والی تمام احادیث آیت وضوء سے منسوخ ہیں صحیح نہیں۔ چونکہ حدیث جریر سے یہ واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ المائدہ کے نزول کے بعد موزوں پر مسح کیا اسی لئے جریر کی حدیث سے نسخ کی گنجائش نہ رہی۔ امام ابو داؤد نے اپنی کتاب السنن

میں اس طرح روایت کی ہے کہ "ان جریراً بال ثم توضا فمسح علی الخفین وقال مایمنعنی ان امسح و قد رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یمسح قالوا انما کان ذلك قبل نزول المائدة قال ما اسلمت الا بعد نزول المائده (97/1)

حضرت جریر نے پیشاب کیا پھر وضو میں موزوں پر مسح کیا اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسح کرتے دیکھا لہٰذا مجھے کوئی چیز موزوں پر مسح کرنے سے نہیں روک سکتی' تو آپ سے کہا گیا یہ حکم سورۃ المائدہ کے نزول سے پہلے تھا' تو آپ نے فرمایا کہ میں سورۃ المائدۃ کے نزول کے بعد ہی مسلمان ہوا ہوں۔ بعض محدثین نے اس واقعے کو حجتہ الوداع میں ثابت کیا ہے۔ (نصب الرایہ 163/1' نیل الاوطار 224/1)

علامہ حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب فتح الباری (307/1) میں تصریح کردی ہے کہ سورۃ المائدۃ غزوہ مریسیع میں نازل ہوئی تھی جبکہ مغیرہ کی حدیث جس میں موزوں پر مسح کا حکم ہے غزوہ تبوک میں ہے اور بالاتفاق غزوہ تبوک غزوہ مریسیع کے بعد ہوا۔

امام شوکانی فرماتے ہیں کہ وضوء کا سلسلہ نزول مائدہ سے پہلے تھا اگر موزوں پر مسح کا حکم بھی نزول مائدہ سے پہلے ثابت ہوتا پھر مائدہ میں غسل رجلین کا ثبوت ہوتا تب بھی موزوں پر مسح کا حکم منسوخ ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ دونوں احکام میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ اور بعض ائمہ نے لام مکسورہ کی قرات سے بھی بحالت خف مسح کرنا ثابت کیا ہے (نیل الاوطار 224/1)

4۔ ان کا حضرت عائشہ کی اس روایت سے استدلال لینا صحیح نہیں کیونکہ یہ حدیث موضوع ہے اس میں محمد بن مہاجر کے متعلق امام ابن حبان نے کہا "کان یضع الحدیث" یہ جھوٹی حدیثیں گھڑتا تھا ہے۔ علل متناعیہ میں حضرت عائشہ کی روایت اس طرح ہے "لان یقطع رجلی بالموسی احب الی من ان امسح علی القدمین" اس روایت میں قدمین کو خفیں سے بدل دیا گیا ہے۔ تو حضرت عائشہ کی اس روایت میں تحریف واقع ہوئی ہے۔ (نصب الرایہ 174/1

5۔ حضرت ابن عباس سے صحیح روایت موزوں پر مسح کے جواز پر ملتی ہے۔ جس طرح ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی کتاب (المنصف 117/1) میں ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے "ان عکرمة یقول قال ابن عباس سبق الکتاب المسح علی الخفین فقال عطاء کذب

عکرمة انا رایت ابن عباس یمسح علیهما" عکرمہ کہتے تھے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کتاب اللہ کا حکم موزوں پر مسح کے حکم پر مقدم ہے پھر عطاء نے کہا کہ عکرمہ نے غلطی کی ہے میں نے ابن عباس کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے (نصب الرایہ 174/1) نیز ابن عباس کا فتوی موزوں پر مسح کے جواز پر ہے ملاحظہ کیجئے (سنن الکبری 190/1-191)

6۔ ابو ھریرہ سے بھی موزوں پر مسح ثابت ہے حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ کی (المصنف 117/1-125) میں یہ روایت ہے "قال وروی ابوزرعة و ابن جریج عن ابی هریرة انه كان یمسح علی خفیه" ابن جریج اور ابو زرعہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ھریرہ اپنے موزوں پر مسح کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عائشہ سے بھی یہی بات ملتی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس مسئلہ کو حضرل علی رضی اللہ عنہ پر چھوڑا جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مسح ثابت ہے۔ اس مناقشہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ موزوں پر مسح کرنا سنت ہے اس پر تمام صحابہ کا عمل اور اجماع بھی ہے۔

کیا موزہ پہنتے وقت مکمل طہارت شرط ہے؟

مسئلہ ہذا میں علماء مختلف رائے رکھتے ہیں۔ امام شافعی، احمد، مالک اور اسحاق بن راہویہ کے نزدیک موزوں کو بحالت طہارت پہن لینا شرط ہے ان کی دلیل:

عن المغیرة قال "كنت مع النبی صلی الله علیه وسلم فی سفر فاهویت لانزع خفیه فقال دعهما فانی ادخلتهما طاهر تین فمسح علیهما" (بخاری:۱/۳۰۹)

حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھا تو میں جھکا تاکہ آپ کے پاؤں سے موزوں کو اتاروں تو آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو کیونکہ میں نے انہیں بحالت طہارت پہن لیا ہے پھر آپ نے ان پر مسح فرمایا۔ معلوم ہوا کہ آپ نے موزہ نہ اتارنے کی یہ علت بیان کی کہ ان کو بحالت طہارت پہن لیا ہے تو اگر بحالت طہارت نہ پہنا ہو تو اس کو اتار لینا ضروری ہو گا۔

ابو داؤد کی روایت میں اس طرح آیا ہے "دع الخفین فانی ادخلت القدمین الخفین و هما طاهرتان" موزوں کو چھوڑ دو چونکہ میں نے دونوں پاؤں کو دونوں موزوں میں بحالت طہارت داخل کیا ہے۔

عن المغیرۃ قال قلت یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایمسح احدنا علی الخفین قال "نعم اذا ادخلھما طاھرتان مغیرہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم میں سے کوئی موزوں پر مسح کر سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں جب ان کو بحالت طہارت پاؤں میں داخل کرے۔ اس حدیث کو امام حمیدی نے اپنی مسند میں صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے (نصب الرایہ:۱/۱۷۴)

عن ابی بکرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارخص للمسافر ثلاثۃ ایام ولیا لیھن و للمقیم یوما و لیلۃ اذا تطھر فلبس خفیہ ان یمسح علی خفیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے تین دن تین رات مقیم کے لئے ایک دن ایک رات موزوں پر مسح کرنے کی اجازت دی جب اس کو بحالت طہارت پہن لے۔

امام داؤد ظاہری نے اس کی قید نہیں لگائی بلکہ اس کے نزدیک بے وضو حالت میں موزہ پہن کر بھی اس پر مسح کر سکتا ہے جس کی علت یہ بیان کرتا ہے کہ جن احادیث میں لفظ طہر آیا ہے اس سے طہارت شرعیہ (وضو) مراد نہیں بلکہ صرف پاؤں کا گندگی سے پاک ہونا ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں چونکہ احادیث کے سیاق و سباق سے طہارت شرعیہ ہی مراد ہے خصوصاً مغیرہ کی حدیث سے کیونکہ اگر طہارت شرعیہ مراد نہ ہوتی تو مدت مسح کی تعین میں کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

صرف ایک پاؤں دھونے کے بعد موزہ پہن لینا:

اگر کسی شخص نے وضو کیا اور ایک پاؤں دھونے کے بعد اس میں موزہ پہن لیا اور پھر دوسرا پاؤں دھویا اور اس میں موزہ پہن لیا اور پھر بے وضو ہوا۔ کیا ایسی صورت میں موزوں پر مسح کرنا درست ہے؟

امام ابو حنیفہ، داؤد ظاہری، احمد فی روایہ، یحیٰی بن آدم، ابو ثور اور امام ابن حزم کے نزدیک ایسی صورت میں مسح کرنا درست اور جائز ہے جیساکہ دونوں پاؤں دھونے کے بعد موزے پہن کر ان پر مسح کرنا درست ہے۔ (المغنی:۱/۲۸۲، المجموع:۱/۵۱۱، المحلی:۱/۵۱۲)

امام مالک، شافعی اور احمد بن حنبل کے نزدیک ایسی صورت میں مسح کرنا جائز نہیں لیکن اگر پہنے ہوئے دائیں موزے کو اتار کر دوبارہ پہن لے تو مسح درست ہے۔ (المغنی:۱/۲۸۶)

فریقین کی دلیل:

دونوں فریق نے اپنی بات کے لئے اس حدیث سے استدلال لیا ہے دعهما فانی ادخلتهما طاهرتین انہیں چھوڑو میں نے پاؤں کو بحالت طہارت موزوں میں داخل کیا ہے۔ اس حدیث سے فریق اول نے طہارت سے مراد عضو کی طہارت لی ہے' جب ایک پاؤں کو دھو کر موزہ پہن لے گویا اس نے اس پاؤں کو بحالت طہارت موزہ میں داخل کیا تو پھر دونوں موزے پہن لینے کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے دونوں موزوں کو بحالت طہارت پہن لیا ہے۔

فریق ثانی نے طہارت سے مراد شرعی طہارت (وضو) لیا ہے اور یہ طہارت اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک تمام اعضاء کی طہارت نہ ہو تو جب تک دوسرا پیر نہ دھو لیں اس وقت تک وضو صحیح نہیں۔

امام ابن حزم فرماتے ہیں "جب دونوں اقوال کی دلیل ایک ہے تو یہ معلوم کرنا ضروری ہوا کہ وہ کون سا قول ہے جو اس ارشاد نبوی سے زیادہ قریب تر ہے۔ پس جس شخص نے ایک، پاؤں دھویا اور موزہ پہن لیا اس نے ابھی تک ایک موزہ ہی پہنا ہے اور دوسرا پاؤں موزہ میں داخل نہیں کیا جب وہ دوسرا پاؤں دھو کر دوسرا موزہ پہن لے گا تو وہ اس امر کا مستحق ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس نے دونوں پاؤں میں بحالت طہارت موزہ پہن لیا ہے اس سے قبل وہ اس وصف کا مستحق نہیں تھا۔ لہٰذا اس کے لئے جائز ہے کہ ان پر مسح کرے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ یہ ہوتا جس کی طرف امام مالک اور شافعی وغیرہ گئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ الفاظ نہ فرماتے بلکہ یہ فرماتے انہیں چھوڑ و کیونکہ میں نے ان دونوں کو دھونے کے بعد موزوں میں داخل کیا ہے' تو جب آپ نے یہ نہیں فرمایا تو پھر ہر اس شخص کے لئے مسح جائز ہے جس نے بحالت طہارت موزے پہنے ہیں۔ پھر موزہ اتار کر فوراً پہن لینے سے وہ کون سی طہارت پیدا ہوتی ہے جو پہلے نہ تھی اور کس شرعی حکم پر عمل ہوا جو پہلے رہ گیا تھا؟ (المحلی:۱/۵۱۳)

اس بحث سے امام ابن حزم نے یہ ثابت کر دیا کہ ایسی صورت میں مسح کر سکتا ہے نیز یہ ایک ایسی چیز ہے جس سے ہر انسان کو واسطہ پڑتا ہے اور شریعت میں ایسی تنگی نہیں بلکہ دین آسان ہے تو ان صورتوں میں سے جو بھی انسان کے لئے آسان ہو وہ اختیار کر سکتا ہے۔ اس قول کو امام ابن تیمیہ نے بھی ترجیح دی ہے۔ (مجموع فتاویٰ:۲۱/۲۱۰)

مسح کی مدت

جمہور صحابہ' تابعین و علماء کے نزدیک مقیم کے لئے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات معین ہے۔ (المحلی:۱/۲۹۸' المجموع:۱/۴۸۲' المغنی/۲۸۶)

1۔ امام مسلم نے اپنی کتاب الصحیح میں شریح بن ہانی سے روایت کی ہے انہوں نے کہا: "اتیت عائشة اسالها عن المسح علی الخفین فقالت علیك بابن ابی طالب فاساله فانه کان یسافر مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فسالناه فقال جعل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثلاثة ایام و لیا لیهن للمسافر و یوما و لیلة للمقیم" (صحیح مسلم بشرح النووی:۱/۱۰۶) ترجمہ: حضرت شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کے پاس موزوں پر مسح کا سوال لے کر گیا تو آپ نے فرمایا تم علی کے پاس جا کر پوچھ لو چونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے پھر ہم نے حضرت علی سے پوچھا تو آپ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے تین دن تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن ایک رات مسح کی اجازت دی ہے۔

2۔ عن عوف بن مالك "ان النبی صلی اللہ علیه وسلم امر بالمسح علی الخفین فی غزوة تبوك ثلاثة ایام ولیا لیهن للمسافر و یوما و لیلة للمقیم" (مسند احمد:۶/۲۷' طحاوی شرح معانی الاثار:۱/۵۰ اور امام البانی نے صحیح کہا ارواء ۱/۱۳۸) جنگ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے تین دن تین رات مقیم کے لئے ایک دن ایک رات موزوں پر مسح کرنے کا حکم فرمایا۔ نیز مدت مسح کے معنی میں کئی صحیح احادیث آئی ہیں۔

۳۔ عن صفوان به عسال قال کان النبی صلی اللہ علیه وسلم یا مرنا اذا کنا سفرا ان لاننزع خفا فنا ثلاثة ایام ولیا لیهن الامن جنابة (مسند احمد:۴/۲۳۹' سنن النسائی:۱/۳۲' جامع ترمذی:۱/۱۵۹) اور امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے امام بخاری نے فرمایا هو احسن شی فی هذا الباب یعنی اس باب میں سب سے اچھی حدیث ہے۔ (نصب الرایہ:۱/۱۷۴)

حضرت صفوان بن عسال فرماتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سفر میں تین دن اور تین

رات اپنے موزوں کو نہ اتارنے کا حکم فرمایا جب تک جنابت نہ ہو۔

امام ترمذی فرماتے ہیں مسافر کے لئے تین دن تین رات مقیم کے لئے ایک دن ایک رات مسح کرنا عام علماء، صحابہ کرام اور تابعین کا قول ہے اور اشہب نے امام مالک سے بھی یہی قول نقل کیا ہے لیکن امام مالک سے مشہور روایت یہی ہے کہ مقیم و مسافر اس وقت تک مسح کر سکتا ہے جب تک ان پر حالت جنابت طاری نہ ہو اور یہی مذہب ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن، امام شعبی، ربیعہ، اللیث اور اکثر مالکیہ کا ہے اور امام مالک سے یہ بھی منقول ہے کہ مقیم کے لئے مدت کی تعین ہے مسافر کے لئے نہیں۔ ان کے دلائل یہ ہیں

1۔ عن خزیمة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "المسح على الخفين للمسافر ثلاثة ايام و للمقيم يوم و ليلة و لو استزدنا لزادنا" (سنن ابوداؤد:۱/۹۷)

اور ابن ماجہ کے لفظ میں و لو مضى السائل على مسالته لجعلها خمساً (ابن ماجہ:۱/۲۸۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا "مسافر تین دن تین رات اور مقیم ایک دن ایک رات مسح کرے" اور صحابی کہتے ہیں اگر ہم مزید مطالبہ کرتے تو آپ زیادہ کی اجازت دے دیتے۔

2۔ عن ابى بن عمارة رضى الله عنه قال قلت يا رسول الله ا امسح على الخفين قال نعم قال يوما قال نعم قال و يومين قال نعم و ما بدالك (سنن ابی داؤد:۱/۹۸ ابن ماجہ ۱/۲۸۸)

ابی بن عمارہ نے کہا میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں موزوں پر مسح کروں آپ نے فرمایا ہاں میں نے کہا ایک دن، آپ نے فرمایا ہاں پھر میں نے کہا دو دن آپ نے فرمایا ہاں جتنا تم چاہو مسح کر سکتے ہو۔

3۔ عن عقبة بن عامر الجهنى انه قدم على عمر بفتح دمشق قال و على خفان فقال لى كم لك ياعقبة منذلم تنزع خفيك فذكرت من الجمعة منذ ثمانية ايام فقال احسنت و اصبت السنة (سنن دار قطنی:۱/۱۹۶، ابن ماجہ:۱/۱۹۰)

حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت عمر کے پاس فتح دمشق کے موقع پر آیا

اور میں نے موزے پہن رکھے تھے تو حضرت عمر نے مجھ سے کہا کتنے دنوں سے تم نے موزہ نہیں اتارا ہے میں نے کہا جمعہ سے یعنی آٹھ دنوں سے تو آپ نے فرمایا تو نے اچھا کیا اور سنت پر عمل کیا۔

4۔ عن عمر بن اسحاق بن یسار قال قرات کتابا لعطاء ابن یسار مع عطاء ابن یسار قال "سالت میمونة زوج النبی صلی الله علیه وسلم عن المسح فقالت قلت یارسول الله کل ساعة یمسح الانسان علی الخفین و لا یخلعهما قال نعم" عمر بن اسحاق کہتے ہیں میں نے عطار بن یسار کی ایک کتاب میں ان کے ساتھ پڑھا اس نے کہا میں نے ام المومنین حضرت میمونہ سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول کیا ہر وقت انسان موزوں پر مسح کرے اور اسے نہ اتارے آپ نے فرمایا ہاں۔

قارئین کرام آیئے دیکھیں کہ کس کی دلیل قوی ہے اور راجح مسلک کیا ہے۔

جمہور صحابہ و تابعین و ائمہ دین حنیف نے مدت مسح صحیح احادیث سے ثابت کر دیا ہے کہ مقیم کے لئے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات ہے جب یہ مدت ختم ہو جائے تو موزہ اتار کر وضو کر کے پھر پہن لینا چاہئے اور فریق ثانی جو کہ مدت مسح کے قائل نہیں ہیں ان کے ماخذ و ادلہ پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حدیث خزیمہ جس میں و لو استزدناه لزادنا کا لفظ آیا ہے اس میں محدثین و علماء جرح و تعدیل تین علتیں بیان کرتے ہیں جس سے یہ حدیث ضعیف ہو جاتی ہے۔

(۱) سند میں ابو عبداللہ الجدلی کا خزیمہ سے سماع ثابت نہیں انقطاع ہے

(۲) سند میں اختلاف ہے امام ابوداؤد فرماتے ہیں و قد اختلف فی اسناده و لیس بالقوی یعنی اس کی سند میں اختلاف ہے اور یہ حدیث قوی نہیں (سنن ابی داؤد:۱/۹۸-۹۷) امام نووی فرماتے ہیں وہ احادیث جن میں عدم توقیت ہے بالاتفاق ضعیف ہیں (شرح النووی:۱/۲۰۳' المجموع:۱/۵۱۱)

(۳) متن حدیث میں اختلاف ہے بعض میں و لو استزدناه کا لفظ ہے اور بعض میں نہیں (نصب الرایہ:۱/۱۷۴-۱۷۵)

امام ابن سید الناس نے کہا (لا یصح) یہ حدیث صحیح نہیں امام ترمذی نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو امام بخاری نے فرمایا: لا یصح عندی حدیث خزیمه یہ حدیث

میرے نزدیک صحیح نہیں۔

حدیث ابی بن عمارہ پر امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اس کی سند میں اختلاف ہے اور یہ قوی نہیں امام دار قطنی نے فرمایا ھذا اسناد لا یثبت یہ سند ثابت نہیں اور اس میں ایوب بن قطن مجہول راوی ہے۔ امام ابن القطان نے کہا اس میں محمد بن رزیہ ہے ابو حاتم نے اس کو مجہول کہا ہے (نصب الرایہ ۱/۱۷۵، سنن دار قطنی:۱/۱۹۶، علل دار قطنی:۷/۱۱۰)

امام ابو زرعہ نے کہا سمعت احمد بن حنبل یقول حدیث ابی بن عمارة لیس بمعروف فی الاسناد میں نے احمد بن حنبل سے فرماتے ہوئے سنا کہ ابی بن عمارہ کی حدیث سند معروف نہیں (یعنی منکر ہے)۔

بفرض صحت مذکورہ روایت ان کے لئے حجت نہیں چونکہ حدیث خزیمہ میں یہ صراحت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ کی اجازت دی ہو بلکہ ان کا استدلال اس حدیث کے آخر میں راوی کے اس قول سے ہے کہ اگر سائل کچھ مزید مطالبہ کرتا تو آپ اجازت دے دیتے حالانکہ یہ تو سراسر ظن اور غیب کی بات ہے اور ہمیں عام حالت میں غیب اور ظن پر کوئی قطعی فیصلہ کرنا جائز نہیں تو دین کے بارے میں کیسے جائز ہو گا ہاں اتنی بات قطعی ہے کہ سائل نے چونکہ اس کے بعد کچھ مزید مدت کے لئے سوال ہی نہیں کیا لہٰذا آپ نے کچھ مزید فرمایا بھی نہیں جبکہ مدت مسح میں قطعی اور یقینی حکم ثابت ہوا ہے نیز وہ احادیث جن میں وقت کا تعین کیا گیا ہے ان میں ان احادیث کی نسبت ایک امر زائد بیان ہوا ہے جس کو ترک کرنا درست نہیں اور عدم تعین والی تمام احادیث مطلق اور عام ہیں جبکہ مدت کی تعین والی احادیث خاص اور مقید ہیں لہٰذا مطلق اور عام کو مقید اور خاص پر محمول کرنا واجب ہے۔ عقبہ بن عامر کی روایت پر اگرچہ بعض محدثین نے صحت کا حکم لگایا ہے لیکن امام دار قطنی نے اپنی کتاب (العلل:۷/۱۱۱ و سنن:۱/۱۹۶) میں اس لفظ کے ساتھ بیان کیا ہے فقالوا فیه "اصبت" و لم یقولوا "السنة" اور یہی روایت محفوظ ہے اور اصبت السنہ والی روایت میں عبداللہ بن الحکم البلوی سخت ضعیف ہے۔ (نصب الرایہ:۱/۱۷۴) نیز یہ موقوف بھی ہے۔ عطاء بن یسار کی حدیث پر امام ابن حزم تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی ان کے لئے حجت نہیں کیونکہ عطاء بن یسار نے عمر بن اسحاق سے یہ ذکر نہیں کیا کہ حضرت میمونہ سے خود عطاء ہی نے سوال کیا تھا یا کسی اور نے، سائل شاید کوئی اور ہو اور یہ معلوم ہے کہ دین میں شک کے ساتھ کوئی

قطعی بات کہنا جائز نہیں پھر اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تو ان کے لئے حجت نہیں کیونکہ اس میں فقط یہ ہے کہ مسح ہر وقت جائز ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں (المحلی:۱/۵۰۵)

موزہ کے کس حصہ پر مسح کیا جائے

موزہ کے اوپر کے حصہ پر مسح کرنا سنت ہے نچلے حصہ پر مسح کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ یہ مستحب ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے کہ اوپر حصے کا بالاستیعاب مسح کرے' یہی قول امام ابو حنیفہ' ابن حزم' احمد اور ابن المنذر کا مختار مسئلہ' ہے بعض فقہاء کہتے ہیں کہ دونوں حصوں پر مسح کیا جائے' امام شافعی فرماتے ہیں کہ موزہ کے نچلے حصہ پر مسح کرنا افضل ہے لیکن اگر اوپر کیا جائے تو بھی صحیح ہے امام مالک فرماتے ہیں کوئی شخص صرف موزہ کے اوپر مسح کرے تو یہ کافی نہیں۔

فریق اول کے ادلہ:

جن فقہاء و علماء نے اوپر کے حصہ پر مسح کرنا سنت اور مستحب سمجھا ہے ان کی دلیل یہ ہے عن علی قال "لو کان الدین بالرای لکان اسفل الخف اولی بالمسح من اعلاه لقد رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یمسح علی ظاهر خفیه" حضرت علی نے فرمایا کہ اگر دین رائے پر ہوتا تو پاؤں کے اوپر کے حصہ پر مسح کرنے کی نسبت نچلے حصے پر مسح کرنا زیادہ بہتر ہوتا لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں کے اوپر کے حصہ پر مسح کرتے دیکھا۔ (ابوداؤد:۱/۹۸' کتاب الطہارۃ' نسائی طہارہ اور امام البانی نے اس کو صحیح کہا صحیح سنن ابی داؤد:۳۱) عن عمر "ان النبی صلی الله علیه وسلم امر بالمسح علی ظهر الخفین اذا لبسهما طاهرتان" (مصنف ابی بکر:۱/۱۲۵' دار قطنی:۱/۱۹۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کے اوپر مسح کرنے کا حکم فرمایا اگر وضو پر پہن لیا ہو۔

عن المغیرة بن شعبة قال "رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یمسح علی ظهر الخفین" حضرت مغیرہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں کے اوپر مسح کرتے دیکھا۔ امام بخاری نے تاریخ کبیر میں کہا ہے (و هو بهذا اللفظ اصح من حدیث رجاء بن حیوة" یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ رجاء بن حیوہ کی حدیث سے اصح ہے اور رجاء کا لفظ یہ ہے "ان النبی صلی الله علیه وسلم مسح اعلی الخفی و اسفله" ان احادیث سے ثابت ہوا کہ موزوں کے اوپر حصہ پر مسح کرلیا جائے۔

فریق ثانی کے ادلہ: عن المغيرة قال وضات رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة تبوك فمسح اعلى الخف و اسفله مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا پھر آپ نے موزوں کے اوپر اور نیچے مسح فرمایا۔

(ابوداؤد:۱/۹۸' ابن ماجہ:۱/۲۸۷)

لیکن یہ حدیث ضعیف ہے امام ابوداؤد اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں بلغنی ان ثور الم يسمعه من رجاء مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ثور نے رجاء بن حیوہ سے یہ حدیث نہیں سنی امام ترمذی فرماتے ہیں حديث معلول لم يسنده عن ثور غير الوليد و سالت محمدا و ابا زرعة عن هذا الحديث فقالا ليس بصحيح اس حدیث میں علت ہے ثور سے ولید کے علاوہ کسی اور راوی نے مرفوع بیان نہیں کیا اور میں نے محمد بن اسماعیل بخاری اور ابو زرعہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا یہ صحیح نہیں امام دار قطنی نے کتاب علل میں کہا هذا حديث لا يثبت لان ابن المبارك رواه عن ثور بن يزيد مرسلا یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ ابن المبارک نے ثور بن زید سے مرسل بیان کیا۔ امام احمد نے بھی ضعیف کہا۔ (نصب الرایہ:۱/۱۸۱' علل دار قطنی:۷/۱۱۱ بیہقی:۱/۱۹۱' تاریخ بغداد:۱/۱۳۵) اور اس میں ابراہیم بن مہاجر ضعیف ہے اور ثقہ راویوں نے اسفلہ کے بغیر روایت کی ہے (علل:۷/۱۱۰ بیہقی:۱/۲۸۰)

مسح کرنے کا طریقہ

روى المغيرة ان النبى صلى الله عليه وسلم وضع يديه على خفيه و مدهما من الاصابع الى اعلاهما مسحة واحدة و كانى انظر الى اثر المسح على خف رسول الله صلى الله عليه وسلم خطوطا بالاصابع مغیرہ نے روایت کی ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کرتے وقت آپ نے اپنی دونوں ہاتھوں کو موزہ پر رکھا پھر انگلیوں کو ایک ہی مسح کے ساتھ اوپر تک لے گیا گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موزوں پر آپ کے انگلیوں کے نشانات لکیروں کی شکل میں دیکھ رہا ہوں (نصب الرایہ:۱/۱۸۰) امام زیلعی نے غریب کہا ہے۔ ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی کتاب المصنف میں اس طرح روایت کی ہے "عن المغيرة قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم بال ثم جاء حتى توضأ و مسح على خفيه و وضع يده اليمنى على خفه الايمن و يده

الیسری علی خفہ الایسر ثم مسح اعلاھما مسحۃ واحدہ کانی انظر الی اصابع رسول اللہ علی الخفین (بیہقی:۱/۲۹۲)

و عن جابر قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برجل یتوضا و یغسل خفیہ فقال بیدہ کانہ دفعہ "انما امرت بالمسح" و قال بیدہ ھکذا من اطراف الاصابع الی اصل الساق وخطط بالاصابع (ابن ماجہ:۱/۲۸۷) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص پر گزرے جو وضو میں اپنا موزہ دھو رہا تھا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا گویا اس کے خیال کو دور کیا اور فرمایا کہ مجھے موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور آپ نے پیر کی انگلیوں کے سرے سے پنڈلی کی جڑ تک ہاتھ کی انگلیوں سے لکیر کھینچنے کا اشارہ کیا۔

اسی معنی کی چند اور احادیث بھی آئی ہیں لیکن وہ ضعف سے خالی نہیں (نصب الرایہ:۱/۱۸۰)

مسح کے بعد موزوں کو اتارنا

اگر کوئی شخص مسح کرنے کے بعد ایک موزہ یا جراب اتار لے تو کیا اس کا وضو رہے گا یا باطل ہو گا؟ مذکورہ مسئلہ کے بارے میں دو اقوال ہیں:

(۱) امام ابو حنیفہ' مالک' شافعی اور سفیان ثوری کے ایک قول کے مطابق دوسرا موزہ بھی اتارنا پڑے گا۔

(۲) سفیان ثوری کا دوسرا قول یہ ہے کہ جو موزہ پہنا ہوا ہے اس پر مسح کر سکے گا دوسرا دھونا پڑے گا۔ (محلی:۵۱۸)

امام ابن حزم تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ان اقوال کے جائزہ کے سلسلے میں جب ہم نصوص کی طرف رجوع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پاؤں پر مسح کیا کیونکہ آپ نے انہیں بحالت طہارت موزوں میں داخل کیا تھا اور جب پاؤں ننگے ہوں تو پھر آپ یہ ارشاد فرماتے کہ انہیں دھویا جائے پس یہ دو نص ہیں ان دونوں سے باہر نکلنا جائز نہیں لہٰذا جو شخص ایک پاؤں دھوتا اور دوسرے پر مسح کرتا ہے وہ ایسے امر کا ارتکاب کرتا ہے جس کا قرآن و سنت میں کوئی تذکرہ نہیں لہٰذا یہ جائز نہیں کہ ایک پاؤں کو دھویا جائے اور دوسرے پر مسح کر لیا جائے بلکہ دونوں کو دھویا جائے یا دونوں پر مسح کیا جائے دونوں حالتیں یکساں ہیں اگر کوئی غیر طہارت کی حالت میں موزہ اتار لے تو وہ موزوں پر مسح نہ کرے کیونکہ اس میں "دعھما فانی

ادخلتھما طاھرتین" کی مخالفت ہوتی ہے (محلی:۱/۵۱۸)

اگر کوئی شخص مسح کی مدت سے پہلے مسح کی طہارت پر موزہ اتار لے تو اس کے بارے میں فقہاء کے کئی اقوال ہیں:

پہلا مذہب: امام نخعی' زہری' مکحول' اوزاعی' اسحاق اور احمد کے نزدیک اس کا وضو باطل ہو گا اور شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے اس پر دوبارہ وضو واجب ہو گا۔ اس لئے کہ موزوں پر مسح کرنے کا حکم پاؤں کو دھونے کے حکم کا نائب ہے جب موزہ نہ ہو تو نیابت کا حکم بھی زائل ہو گا اور اصل کی طرف رجوع واجب ہو گا جس طرح پانی کی رؤیت سے تیمم کا حکم زائل ہوتا ہے اسی طرح جب موزہ نہ ہو تو مسح کا حکم ساقط ہو گا (المغنی:۱/۱۸۸' المجموع:۱/۵۲۷)

دوسرا مذہب: اس صورت میں صرف پاؤں کو دھولے تو کافی ہو گا دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں یہ قول امام عطاء بن ابی رباح' الاسود' ابو حنیفہ' ثوری اور ابو ثور کے ہیں امام احمد کا بھی ایک قول یہی ہے۔ (المغنی:۱/۱۸۸' المجموع:۱/۵۲۷)

تیسرا مذہب: اگر موزہ اتارنے کے فوراً بعد پاؤں دھولے تو کافی ہے اگر موزہ اتارنے کے کافی دیر بعد دھولے تو صحیح نہیں بلکہ اس پر دوبارہ وضو لازم آئے گا۔ یہ امام مالک کا قول ہے:

چوتھا مذہب: ایسی صورت میں اس پر کوئی چیز واجب نہیں نہ وہ پاؤں کو دھولے اور نہ دوبارہ وضو کرے بلکہ اس کی طہارت برقرار رہے گی یہ حسن بصری' قتادہ' سلیمان بن حرب کا قول ہے اس لئے کہ بغیر حدث کے وضو نہیں ٹوٹ جاتا اور موزہ کا اتارنا حدث نہیں اور یہ اس آدمی کی طرح ہے کہ اس نے وضو یا غسل کے بعد بال کٹوائے یا منڈوائے یا ناخن ترشوائے ان تمام صورتوں میں وہ باوضو ہے اور دوبارہ مسح کئے بغیر نماز ادا کر سکتا ہے اور سفیان ثوری نے فضیل بن عمرو سے اور انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موزوں پر مسح کرتے پھر انہیں اتار دیتے اور جب نماز کا ارادہ کرتے تو انہیں پہن کر نماز پڑھ لیتے۔ (مصنف عبدالرزاق:۱/۲۱۰' المحلی:۱/۵۱۹)
لیکن یہ مرسل ہے۔

دوہرا موزہ پہنا ہوا ہو

موزہ کے اوپر جرموق (ہلکا موزہ) پہن رکھا ہو پھر جرموق اتار لیں یا موزہ کے اوپر پہنی ہوئی دوسری چیز اتار لے تو کیا اندر موزہ پر مسح کر سکتا ہے؟ اس مسئلہ کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔

(۱) مکمل نیا وضو کرے۔ اور موقہ پر مسح کرے۔

(۲) وضو نہ دہرائے صرف موزوں پر مسح کرے۔

(۳) جرموق کا اتارنا اس کی طہارت پر اثر نہیں کرے گا۔

(۴) اگر جرموق اتارلیں تو ضروری ہو گا کہ موزہ بھی اتارلیں اور مکمل وضو میں پاؤں بھی دھولیں۔

امام قاضی ابو الطیب نے کہا اس صورت میں وضو باطل ہے اس پر دوبارہ وضو لازم آئے گا چونکہ جرموق پر مسح کا جواز اندر پہنے ہوئے موزہ سے ہوا اور موزہ میں تفریق جائز نہیں۔

(المجموع:۵۳۹/۱)

پھٹے ہوئے موزوں پر مسح کا حکم

مسئلہ ہذا میں ائمہ دین کے کئی اقوال ہیں۔ لیکن احادیث میں پھٹے ہوئے موزے کے بارے میں کسی قسم کا ذکر نہیں پایا جاتا کہ کس قدر تک پھٹے ہوئے موزوں پر مسح جائز ہے نیز موزہ پھٹنے کی حالت میں مسح موزوں پر کرنا مشروع ہے یا پاؤں پر۔

۱۔ مولوی محمد عبدالجبار عمرپوری لکھتے ہیں کہ موزہ اگر اس قدر پھٹ گیا ہے کہ پاؤں کا ایک ثلث یا نصف تک کھل گیا ہو تو ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں مسح موزوں پر نہ ہو گا بلکہ پاؤں بھی اس میں شامل ہو گا اس حالت میں موزہ پہننے سے جو مقصود تھا جاتا رہے گا گویا موزہ بیکار ہو جائے گا اگر بہت کم پھٹا ہے یا سوراخ ہو گیا ہے تو اس حالت میں موزہ سے جو مقصود ہے وہ فوت نہ ہو گا۔ (فتاوی علماء حدیث ص۱۰۵)

۲۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر ہر ایک موزے میں عرض کی طرف اتنا سوراخ ہو کہ اس سے دو انگلیاں ظاہر ہوں یا کم یا دو انگلیوں کے برابر سوراخ ہو یا اس سے کم تو ان پر مسح جائز ہو گا اگر تین یا تین سے زائد انگشت ہو تو مسح جائز نہیں ہو گا۔ کیونکہ مسح کی مقدار بھی ان کے نزدیک تین انگشت ہی ہے۔

۳۔ امام شافعی، احمد بن حنبل، معمر بن راشد اور حسن بن حی فرماتے ہیں کہ پھٹے ہوئے موزوں پر مسح جائز نہیں کیونکہ موزوں پر اس لئے مسح کرنا جائز تھا کہ پاؤں کا ساتر ہو جب موزہ پھٹ جائے تو وہ ساتر کے حکم سے نکل جاتا ہے اور اپنے اصل کی طرف لوٹ آتا ہے اور پاؤں کا اصل حکم دھونا ہے اور جن احادیث سے مسح کی اجازت ملتی ہے اس سے مراد صحیح موزہ ہے نہ

کہ پھٹا ہوا۔ اور غالبًا لوگ صحیح موزے پہنتے ہیں پھٹے ہوئے نہیں۔ نیز پاؤں موزے یا جراب سے چھپے ہوئے ہوں تو ان پر مسح ہے جب پاؤں ظاہر ہوں تو دھونا فرض ہے اور پھٹے ہوئے موزے سے پاؤں کا بعض حصہ ظاہر ہوتا ہے جسے دھونا ضروری ہے لیکن جب یہ دونوں جمع ہوں تو دھونے کا حکم مسح پر غالب آئے گا کیونکہ یہی اصل ہے مسح کرنا اس کا نائب ہے نیز یہ اس شخص پر قیاس کیا جائے گا جس نے ایک پاؤں میں موزہ پہن رکھا ہو دوسرا ننگا ہو تو اس پر دونوں کو دھونا لازم آتا ہے اسی طرح پھٹے ہوئے موزوں کا حکم ہے۔ (المغنی:۱/۲۸۸، المجموع:۱/۵۲۷)

۴۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر سوراخ چھوٹا ہو اور اس سے پاؤں ظاہر نہ ہو تو مسح جائز ہے اور اگر سوراخ نمایاں ہو اور بڑا ہو تو جائز نہیں۔

۵۔ امام اوزاعی کہتے ہیں کہ نکلا ہوا حصہ دھولیں اور چھپے ہوئے حصہ پر مسح کریں۔

۶۔ امام ابن حزم، سفیان ثوری، ابو ثور وغیرہ کہتے ہیں کہ ہر وہ موزہ یا جراب جو پاؤں میں پہنے ہوئے ہوں ان پر بلا قید و بلا تخصیص مسح کر سکتا ہے چاہے وہ پھٹا ہوا ہو، سوراخ نمایاں ہو، طول کی طرف ہو یا عرض کی طرف، ان تمام صورتوں میں مسح جائز ہے، چونکہ سنت میں یہ ہے کہ جب پاؤں پر کوئی چیز نہ پہنی ہو تو انہیں دھویا جائے اور جب ان پر کوئی چیز پہنی ہوئی ہو تو پھر حکم یہ ہے کہ ان پر مسح کیا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا جب آپ نے موزے اور جرابوں پر مسح کا حکم دیا کہ موزے جرابیں وغیرہ کم و زیادہ پھٹے ہوئے اور سوراخ والے، سرخ، سیاہ، سفید، نئے، پرانے سب ہوتے ہیں پھر آپ نے ان میں سے کسی کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی تو معلوم ہوا سب کا حکم ایک ہے۔ اگر مختلف ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں آپ کی طرف ضرور وحی نازل فرماتا اور آپ پر اس کا بیان کرنا فرض تھا جب آپ نے نہیں بیان کیا تو معلوم ہوا کہ ان سب صورتوں میں حکم صرف یہ ہے کہ مسح کیا جائے۔ (المحلی:۱/۵۱۶)

امام ابن تیمیہ اسی بات کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حدیث میں مسح علی الخفین کا حکم قولاً و فعلاً مطلق آیا ہے جس طرح صفوان کی یہ حدیث کہ ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم جب سفر میں ہوں تو اپنے موزوں کو تین دن تین رات نہ اتاریں۔ اسی طرح آپ نے اصحاب کو پٹیوں و پگڑیوں پر مسح کا حکم فرمایا اور آپ نے بھی دونوں پر مسح کیا۔ صحابہ نے آپ سے

یہ حکم حاصل کرلیا اور انہوں نے بھی مطلق رکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کو مطلق رکھا اور صحابہ نے بھی اطلاق کے ساتھ یہ حکم حاصل کیا تو اس میں کسی قسم کی قیود بغیر کسی شرعی دلیل کے جائز نہیں اور یہاں کسی قسم کی شرعی دلیل بھی نہیں اور عادتاً لوگوں کے موزے پھٹے ہوئے ہوتے تھے اور اکثر صحابہ فقراء تھے جس کی وجہ سے ہر ایک کے لئے نئے موزے میسر نہیں ہوتے پھر اگر ان حالات میں مسح کی اجازت نہ دی جائے تو اصل رخصت کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ خاص کر وہ لوگ جو محتاج ہوتے ہیں وہی لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ مسح کی اجازت حاجت و ضرورت کے لئے تھی۔ امام ثوری فرماتے ہیں مہاجرین و انصار کے موزے عموماً پھٹے ہوئے ہی ہوتے تھے پھر اگر پھٹے ہوئے موزوں پر مسح جائز نہ ہوتا تو ان پر یہ لازم آتا کہ سب اپنے موزوں کو اتارلیں پھر وضو کریں ایسا کوئی واقعہ نہیں ہے۔ (مجموع فتاوی ابن تیمیہ:۱۷۲/۲۱)